

گوہر کو عقدِ گردنِ خواباں میں دیکھنا
 کیا اوج پر ستارہ گوہر فروش ہے
 دیدارِ بادہ، حوصلہ ساقی، نگاہِ مست
 بزمِ خیالِ میکدہ بے خروش ہے
 اے تازہ واردانِ بساطِ ہوائے دل
 زہنار اگر تمہیں ہوسِ ناوِ نوش ہے
 دیکھو مجھے، جو دیدہ عبرتِ نگاہ ہو
 میری سنو، جو گوشِ نصیحتِ نبوش ہے
 ساقی بہ جلوہ، دشمنِ ایمان و آگہی
 مطرب بہ نغمہ، رہزنِ تمکین و ہوش ہے
 یا شب کو دیکھتے تھے کہ ہر گوشہ بساط
 دامنِ باغبان و کفِ گلِ فروش ہے
 لطفِ خرامِ ساقی و ذوقِ صدائے چنگ
 یہ جنتِ نگاہ، وہ فردوسِ گوش ہے
 یا صبح دم جو دیکھیے آکر تو بزم میں
 نے وہ سرور و سور، نہ جوش و خروش ہے

”شبِ غم کا جوش“ یعنی اندھیرا
 ہی اندھیرا۔ ظلمتِ غلیظ،
 سحرِ ناپید، گویا خلق ہی نہیں
 ہوئی۔ ہاں، ایک دلیلِ صبح
 کی بود پر ہے، یعنی بجھی ہوئی
 شمع۔ اس راہ سے کہ شمع و
 چراغ صبح کو بجھ جایا کرتے
 ہیں۔ لطف اس مضمون کا
 یہ ہے کہ جس شے کو دلیلِ صبح
 ٹھہرایا ہے، وہ خود ایک
 سبب ہے منجملہ اسبابِ تاریکی
 کے۔ پس دیکھا چاہیے، جس
 گھر میں علامتِ صبح مؤیدِ ظلمت
 ہوگی، وہ گھر کتنا تاریک ہوگا!
 اس شرح پر شاکر کے
 ایک دوست نے اعتراض
 کیا۔ شاکر نے یہ اعتراض
 مرزا کو لکھ بھیجا۔ جواب میں
 فرماتے ہیں :

”مولوی نظام الدین
 گنجوی علیہ الرحمۃ کا ایک شعر
 طالبِ علموں کے ہاتھ پڑا۔
 انھوں نے اڑوے قواعدِ نحو